نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ عالیہ وعاداتِ حسنہ کے مطالعہ کی ضرورت واہمیت:

مغربی اہل علم کے مثبت رجحانات اور صحیحین کی احادیث

مبشر حسین*

Abstract:

The Prophets and Messengers, peace be upon them, have always been protected by God form all kind of sins due to their high social and moral standing among their nations, in order to perform the duty assigned to them by God and, therefore, the Prophets lived their lives in a way that was the best and the prefect in all respects. Muhammad (PBUH), the last Prophet of God, has been considered at the top of the list of all the Prophets in this regard. Though his Western critics have left no stone unturned to distort the true image of the Prophet Muhammad (PBUP), in order to discredit Islam, yet there are numerous significant Western/non-Muslim writers who have, realizing the truth, recognized the Prophet (PBUH) as the most successful and influential figure of the human history at all levels. In particular, his moral attitude has been significantly discussed by many Western scholars in detail. This paper attempts to shed light on the moral aspect of the Prophet's life as discussed and narrated by his companions and reported in the Sunni hadith compendiums, especially in Bukhari and Muslim, the two most authentic hadith collections.

تعارفی پس منظر

انبیاء ورسل اپنی قوم اورمعاشرے کے صالح ترین افراد ہوتے ہیں اور انہیں اللہ کی طرف سے معصومیت کادرجہ دیا جاتا ہے جبکہ ان کے علاوہ کسی اوربڑے سے بڑے شخص کوبھی یہ درجہ نہیں ملتا۔ انبیاء ورسل کے معصوم ہونے کامطلب یہ ہے کہ نہ تونبوت ورسالت سے پہلے ان سے کوئی ایساعمل سرزَد ہوتا ہے جومقامِ نبوت کے منافی ہواورنہ ہی نبوت ملنے کے بعدان سے کسی ایسے فعل کاارتکاب ہوا جو ان کی نبوت کومشکوک ٹھہرا سکتا تھا بلکہ انبیاء ورسل شروع ہی سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی پناہ میں رہے اورمرتے دم تک اللہ تعالیٰ ان کی خصوصی حفاظت فرماتے رہے تاکہ وہ نبوت ورسالت کی اس عظیم ذمہ داری کوبحسن وخوبی پوراکر سکیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کاانتخاب فرمایاہے۔ تمام انبیاء نے اپنی نبوت ورسالت کی ذمہ داری کوکماحقہ پورا فرمایا، لیکن ان تمام کی مکمل اور مستند تاریخ حیات محفوظ نہیں، سوائے خاتم النبیین حضرت محمد کے۔ غیر مسلم اہل قلم نے پیغمبر علیہ السلام کی ذات کو صدیوں تک اپنے بے جا تعصب کا نشانہ بنائے رکھا ہے، البتہ پچھلی ایک ڈیڑھ صدی میں بہت سے منصف مزاج مغربی اہل قلم نے اس روایت کو بدلنے کی کوشش کی ہے اور پیغمبر علیہ السلام کی سچی تصویر کی جھلکیاں اپنی تحریروں میں پیش کی ہیں اور آپ علیہ السلام کو دنیا کا ایک "نہایت کامیاب" یا بقول بعض "سب سے بڑا کامیاب" مصلح،

* اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ہادی، اور قاید تسلیم کیا ہے۔ لیکن یہ مطالعہ و تحقیق ابھی زیادہ تر مغربی اہل علم کی تحریروں میں آپ علیہ السلام کے "بحیثیت بشر" کے تناظر میں کیا گیا ہے، "بحیثیت نبی" کے ابھی ان چیزوں پر ایمان لانا ان کے ہاں باقی ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ کے پُر نور پہلوؤں میں سے آپ کے اخلاق عالیہ و عادات حسنہ کے پہلو کا مطالعہ اس حوالے سے ایک جھلک پیش کرتا ہے کہ ایک پیغمبر میں وہ کیا اخلاقی خوبیاں ہوتی ہیں جو اسے معاشرے میں ایک کامیاب مصلح و ہادی کا کردار ادا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ اس مضمون میں بخاری و مسلم کی مستند روایات کی روشنی میں یہ جھلک دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

مغربی اہل علم کا پیغمبر علیہ السلام کے اخلاقی پہلو کا مطالعہ

آپ علیہ السلام نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو قریش مکہ نے آپ علیہ السلام پر تنقید اور مذمت میں اپنی طرف سے کویی کسر اٹھا نہ رکھی، لیکن ان کے مقابلے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک موقع پر اپنے صحابہ سے فرمایا: ''کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کی گالی گلوچ اور لعن طعن سے کس طرح محفوظ فرمادیا ہے؟ وہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت بھیجتے ہیں جبکہ میں "محمدؐ" ہوں۔''[1] یعنی میرا نام "محمدؐ" ہے اور "محمدؐ" کا تو معنیٰ ہی یہ ہے کہ "سب سے زیادہ تعریف کیے جانے والا"۔

یہی حدیث آج بھی ہمیں یاد آتی ہے جب ہم اہل مغرب کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ہر موقع پر آپ علیہ السلام کے خلاف نقد کیا لیکن انہیں میں آپ علیہ السلام کا دفاع کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیے۔ اس بات میں کویی شک و شبہ نہیں ہے کہ مغربی غیر مسلم اہل قلم نے پیغمبر علیہ السلام کی ذات کو ہمیشہ اپنے بے جا تعصب کا نشانہ بنایا ہے، البتہ پچھلی ایک ڈیڑھ صدی میں بہت سے منصف مزاج مغربی اہل قلم نے اس روایت کو بدلنے کی کوشش کی ہے اور پیغمبر علیہ السلام کی سچی تصویر کی جھلکیاں اپنی تحریروں میں پیش کی ہیں۔ ایسے معتدل اور منصف مزاج مصنفین کی فہرست روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، جس کا احاطہ یہاں ممکن نہیں[2]، تاہم اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

مشہور برطانوی شاعر W. B. Yeats (1865–1939 CE) نے اپنی بہت سی نظموں میں اسلام اور پیغمبر علیہ السلام کی حقانیت اور صداقت و دیانت داری کی دل کھول کر تعریف کی ہے اور آپ علیہ السلام کے اخلاق عالیہ کا بطور خاص تذکرہ کیا ہے۔ [3]

اسی طرح ایک اور برطانوی فوجی کمانڈر اور صحافی Colonel R. V. C. Bodley (1892-1970 CE) جس نے سات سال عرب معاشرے میں گزارے، نے اپنے ذاتی مشاہدے اور مطالعے کے بعد پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں "The Messenger: The Life of Muhammad" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس میں، Minou Reeves کے بقول، انہوں نے آپ علیہ السلام کی سادہ مگر سچی

و سُچی زندگی اور اخلاق عالیہ کی صحیح عکاسی پیش کی ہے۔ [4]ایک موقع پر مصنف نے آپ علیہ السلام کے اخلاقِ عالیہ کی ایک مثال اس طرح پیش کی ہے:

"The Muslims follow the example of the founder of their faith who ruled Arabia but had no compunction about dining with a slave or sharing his dates with a slave or a beggar. Could a man who was not inspired have brought such an international brotherhood into being? Does not the scoffing of the anti-Muslims rather reflect on themselves? [5]"

"مسلمان اپنے مذہب کے بانی کے اُسوہ کی پیروی کرتے ہیں جنہوں نے عرب پر حکومت کی لیکن دوسری طرف انہیں کبھی ایک غلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لینے میں یا کسی غلام یا فقیر کے لیے اپنی کھجوریں بانٹنے پر شرمندگی/ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہویی۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جس کا کویی مثبت اثر معاشرے پر قایم نہ ہوا ہو(جیسا کہ بہت سے مغربی ناقدین کا دعویٰ ہے)، وہ ایک عالمی برادری قایم کر جاے؟ کیا غیر مسلموں کا طنز خود انہی پر صادق نہیں آتا؟"

اسی طرح مشہور امریکی سائنس دان مایکل ہارٹ (Michael M. Hart, 1932 CE) نے *The 100: A Ranking of the Most Influential Persons in History* میں دنیا کے سو بڑے مذہبی اور سیاسی لیڈروں، فلسفیوں، دانشوروں اور سائنس دانوں کے کارناموں کا تجزیہ کرتے ہوے جس شخصیت کو سرفہرست رکھا وہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے اور نہ کوی مغربی دانشور، بلکہ وہ پیغمبر اسلام تھے جن کے بارے میں مایکل نے لکھا ہے کہ

"My choice of Muhammad to lead the list of the world’s most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels. "[6]

"میں نے محمد (علیہ السلام) کو دنیا کے مؤثر ترین افراد کی فہرست میں سب سے اوپر رکھا ہے جس سے بعض قارین کو حیرانی ہو گی اور بعض کو اعتراض بھی، لیکن وہی تاریخ میں ایسی ہستی ہے جو مذہبی اور دنیاوی دونوں سطحوں پر مکمل طور پر کامیاب دکھایی دیتی ہے۔"

مایکل ہارٹ نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے ان وجوہات پر بھی بات کی ہے جن کے پیش نظر انہوں نے محمد علیہ السلام کو انسانی تاریخ کا سب سے کامیاب شخص قرار دیا ہے۔

علوم اسلامیہ کی جرمن نژاد پروفیسر این میری شمل (Annemarie Schimmel, 1922-2003) معاصر مغربی مصنفین میں اس لحاظ سے بہت نمایاں

ہیں کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں بہت سے حقایق کی صحیح عکاسی کی ہے اور مغربی اعتراضات کا مدلّل ردّ لکھا ہے۔ آپ کی کتاب: *And Muhammad is His Messenger: The Veneration of the Prophet in Islamic Piety* (1985) اس ضمن میں خاص مطالعے کے لایق ہے جس میں انہوں نے آپ علیہ السلام کی روحانی و اخلاقی پہلوؤں کی بہت سی تفصیلات قلمبند کی ہیں جن سے مغربی اہل قلم اکثر صرف نظر کر جاتے ہیں۔

اسی طرح جان اڈیر John Adair (b. 1932) جو مختلف جامعات میں لیڈر شپ اسٹڈیز کا پروفیسر رہا ہے، نے پیمغبر اسلام کی قایدانہ صلاحیتوں پر لکھی اپنی کتاب The Leadership of Muhammad (2010) میں آپ علیہ السلام کی کامیاب زندگی کا بحیثیت ایک عرب شہری اور عرب قاید کے مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کی بہت سے قایدانہ خوبیوں کا نہایت عمدگی سے تجزیہ کیا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ ان خوبیوں کا بڑا حصہ آپ علیہ السلام کی اخلاقی قدروں اور پاکیزہ و عاجزانہ کردار سے تعلق رکھتا ہے، مثلاً مصنف نے ایک بات یہ لکھی ہے کہ کسی بھی کامیاب لیڈر کے لیے "عاجزی" ایک بہت بڑی خوبی ہے اور یہ خوبی محمد (علیہ السلام) میں بہت زیادہ دکھایی دیتی ہے۔[7] اسی طرح مصنف نے آپ علیہ السلام کی خُلقی خوبیوں کو لیڈر شپ کے ساتھ مربوط کر کے آپ کی کامیابیوں کا تجزیہ کیا ہے۔

اسی طرح ایک اور معاصر مصنفہ Karen Armstrong (b.1944) نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر اپنی منصفانہ تحریروں کے پیش نظر کافی شہرت حاصل کی ہے۔ آپ کی کتابوں مثلاً، *Muhammad: A Biography of the Prophet* (1991) اور *Muhammad: A Prophet for Our Time* (2006) میں پیغمبر اسلام کے ذاتی اخلاق و کردار اور آپ علیہ السلام کی طرف سے دی گی اخلاقی تعلیمات پر بہت مناسب تفصیلات جمع کی گی ہیں اور اس ضمن میں مغرب میں اٹھاے جانے والے بہت سے منفی اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

جن مغربی مصنفین نے آپ علیہ السلام کی اخلاقی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کو موضوع بحث بنایا ہے، ان کی فہرست خاصی لمبی ہے۔ یہاں چند مثالیں پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ اب مغرب میں بھی نبوت و رسالت کے بہت سے اہم پہلوؤں پر نظر ثانی کی روایت زندہ ہو رہی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سیرت طیبہ پر منصف مزاج مغربی اہل قلم کی اکثریت نبوت و رسالت پر یقین نہیں رکھتی، تاہم وہ پیغمبر اسلام کی بہت سی خوبیوں کو بحیثیت ایک "مثالی انسان" کے دیکھتے ہیں اور اسی تناظر میں وہ اسلام کی بہت سی اخلاقی قدروں کو فروغ دیتے ہوے مسلمانوں کو عالمی برداری کا ایک اہم حصہ خیال کرنے پر زور دیتے ہیں۔ ذیل میں پہلے ہم نبوت و رسالت اور اس کی ضرورت و اہمیت پر بات کریں گے اور اس کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ کے اخلاق و عاداتِ حسنہ پر، جو یقیناً اس قابل ہیں کہ اگر ان

کی صحیح روایات کو ایک غیر مسلم بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے دشمن کے سامنے بھی رکھا جاے تو وہ اپنے رویے پر نظر ثانی پر مجبور ہو جاتا ہے۔

نبوت و رسالت اور اس کی ضرورت و اہمیت

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے دوسراعقیدہ، عقیدۂ رسالت (یعنی ایمان بالرسالۃ) ہے۔اس کامطلب یہ ہے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں اور نبیوں پر ایمان لایا جائے کہ وہ اللہ کے سچے پیغمبرتھے،ان پر بذریعہ وحی اللہ کی طرف سے اَحکام نازل ہوتے تھے،اوران میں سے ہرنبی کی اطاعت وفرمانبرداری کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیاتھا۔ سب سے آخری رسول حضرت محمدمصطفیٰ ﷺ ہیں اور اب قیامت تک کے لیے صرف آپؐ ہی کی اطاعت واتباع کااللہ نے حکم دیاہے۔ پہلے نبیوں کی لائی ہوئی شریعتوں اور اَدیان کے مقابلے میں اب صرف آپؐ ہی کے لائے ہوئے دین وشریعت(یعنی اسلام) پر عمل کیاجائے گا کیونکہ آپ کواللہ تعالیٰ نے ایسی کامل واَکمل شریعت سے نوازا ہے جس نے پہلی تمام شریعتوں کی ضرورت کوختم کردیاہے۔دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہاجاسکتاہے کہ آپ کوایک کامل شریعت دے کرپہلے نبیوں کی شریعتوں کواللہ تعالیٰ نے منسوخ فرما دیا۔اس لیے اب ہدایت ورہنمائی کا مأخذصرف اورصرف اسلام ہے،ارشادباری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾[سورۃ آل عمران:۱۹]

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین ،اسلام ہی ہے۔''

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [آل عمران:۸۵]

''جوشخص اسلام کے سوااوردین تلاش کرے ،اس کادین قبول نہ کیاجائے گااوروہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کواپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے۔انسانوں سے اللہ تعالیٰ کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کے حکموں کے مطابق زندگی بسرکریں، اور اسی تقاضے کوپورا کرنا عبادت (اپنے وسیع تر مفہوم میں)کہلاتا ہے مگر انسانوں کو یہ کیسے معلوم ہو گا کہ زندگی کے فلاں معاملہ میں اللہ کاحکم یہ ہے اورفلاں میں یہ؟ یہی بتانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور نبیوں کاانتخاب فرمایا، چنانچہ ہرمعاشرے اورقوم میں سے اللہ تعالیٰ نے صالح ترین شخص کو اپنا نمائندہ اورسفیر(یعنی رسول/نبی) منتخب کیااوروحی کے ذریعے اس پر اپنے اَحکام نازل کیے تاکہ وہ ان اَحکام کودوسرے لوگوں تک پہنچائے اورخودبھی ان پرعمل کرکے یہ بتائے کہ ان اَحکام پراس طرح عمل کرنا ہے۔ ہدایت و رہنمائی چونکہ تمام انسانوں کی بنیادی ضرورت تھی اس لیے اس مقصد کی خاطر روزِاول ہی سے اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کاسلسلہ شروع کر دیا اور دنیاکاکوئی خطہ اورکوئی قوم ایسی نہ چھوڑی، جہاں اس نے اپناکوئی نبی یا رسول نہ بھیجا۔ارشادباری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا﴾ [سورة النحل:٣٦]

''بے شک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْ أُمَّةٍ اِلَّاخَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ [سورة فاطر:٢٤]

''کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں ڈر سنانے والا [پیغمبر] نہ گزرا ہو۔''

رسولوں کی بعثت کی دوسری ضرورت یہ تھی کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے اَحکام لوگوں تک پہنچا کر ان پر حجت پوری کر دینا چاہتے تھے۔ رسولوں کی بعثت کے اس مقصد کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:

﴿رُسُلًامُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾[سورة النساء١٦٥]

''اورہم نے رسول بنائے ، خوشخبریاں سنانے والے بھی اورمتنبہ کرنے والے بھی،تاکہ رسولوں کے بھیجنے کے بعدلوگوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پرکوئی حجت اورالزام نہ رہ جائے۔''[کہ اللہ نے رسول نہ بھیجا]

سائنس اورٹیکنالوجی کی موجودہ پیش رفت کی وجہ سے یہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے کہ شایدآج انسانیت نبیوں اوررسولوں کی تعلیمات سے مستغنی ہوگئی ہے، کیونکہ :

1. اول تو اس لیے کہ ٹیکنالوجی کی تمام تر ترقی کے باوجود کسی انسان کے لیے آج بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے مادی علم کی بنیاد پر خدا کی رضا کا ٹھیک ٹھیک نسخہ تجویز کر سکے کیونکہ نہ تو وہ اس علم کی بنیاد پر خدا تک رسائی پا سکتا ہے اور نہ ہی خدا کی طرف سے اس پر کوئی وحی آسکتی ہے۔ گویا اس کے مادی ذرائعِ علم اس سلسلہ میں اس کے کسی کام نہیں آسکتے خواہ یہ ذرائع آج کی نسبت کہیں زیادہ ترقی کر جائیں، مگر اس کے باوجود انسان انبیاء ورسل کا ہمیشہ محتاج رہے گا، اس لیے کہ انبیاء ورسل ہی وہ واحد ہستیاں ہوتی ہیں جن پر اللہ کی طرف سے وحی (یعنی خدائی پیغام) کا نزول ہوتا ہے اور لوگوں کی ہدایت ورہنمائی سے متعلقہ اَحکام سے صرف انہیں ہی آگاہ کیا جاتا ہے۔
2. دوسری بات یہ ہے کہ انسانی ترقی محض مادی ترقی کا نام نہیں بلکہ مادی ترقی سے زیادہ ضروری اَخلاقی وروحانی ترقی ہے اور اس سلسلہ میں نبیوں اور رسولوں نے جو تعلیمات پیش کر دی ہیں، ان سے کامل و مکمل تعلیم کوئی اور پیش نہیں کر سکتا اور اس اَخلاقی وروحانی ترقی کی منزلیں اس وقت تک طے نہیں کی جاسکتیں جب تک نبیوں اور رسولوں کی بتائی ہوئی تعلیمات کی مکمل پیروی اختیار نہ کی جائے۔

3. تیسری وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر عقلمند انسان اپنے لیے کسی جامع شخصیت کو ماڈل بناتا ہے، جبکہ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ کوئی شخصیت ایسی نہیں جو جامع کمالات کہلا سکے اور اس میں کسی قسم کا نقص اور عیب نہ پایا جاتا ہو۔ دنیا میں نبیوں کے علاوہ جتنے بڑے لوگ گزرے ہیں ان میں ذاتی خوبیوں کے مقابلے میں نقائص و خامیاں بھی کچھ کم نہ تھیں۔ ان کی شہرت اور مقبولیت کی بڑی وجہ ان کی کسی خاص خوبی کا غالب آجانا تھا، مثلاً کوئی صرف ذہانت ہی کی وجہ سے مشہور ہوا، کوئی صرف سخاوت کی وجہ سے، کوئی صرف شجاعت کی وجہ سے، کوئی صرف سیاست کی وجہ سے، کوئی صرف عدل وانصاف کی وجہ سے اور کوئی صرف حکمت و دانائی کی وجہ سے، مگر ان میں سے کوئی شخصیت ایسی نہ ہوئی جو بیک وقت ساری خوبیوں کے ساتھ متصف ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مشاہیر کی زندگی کا ایک آدھ پہلو جتنا زیادہ مشہور و مقبول ہوا، باقی پہلو اتنے ہی تاریک اور غیر مقبول رہے۔ حتی کہ ان کی زندگی کے باقی پہلو ایسے ہیں جنہیں مثالی حیثیت سے پیش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ خلاصہ یہ کہ انبیاء کے علاوہ کوئی ہستی ایسی نہ تھی جسے دوسرے انسان ہر لحاظ سے اپنے لیے نمونہ بنا سکیں۔

نبی اوررسول معاشرے کے سب سے پاکیزہ اور صالح افراد ہوتے ہیں

نبوت ایک وہبی چیزہے کسبی نہیں، یعنی یہ ایسی چیزنہیں جومحنت وریاضت کے بعدکسی بھی انسان کوحاصل ہوجائے، اورجس کے بارے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے نبوت کا فیصلہ کر دیا ہو، اسے اللہ تعالیٰ انسانی خواہشات کامادہ ہونے کے باوجودہرایسے عمل سے بچا لیتے ہیں جونبوت ورسالت کے مقام ومرتبہ کے منافی ہو۔اس کی نبوت ورسالت کے بعدکی زندگی جس طرح بے داغ ہوتی ہے، اسی طرح نبوت ورسالت سے پہلے کی زندگی بھی برائی کے شائبہ سے پاک ہوتی ہے۔اسے ہی "عِصْمَتِ اَنْبِیَآء "کہاجاتاہے۔یعنی تمام انبیاء ورسل انتہائی پاکیزہ ،متقی اورصالح اَفرادہوتے ہیں۔اپنے معاشرے میں بھی وہ معزز، باکردار اور بے داغ ہوتے ہیں اور اللہ کی نگاہ میں بھی وہ منتخب اَفرادہوتے ہیں۔ اس بارے میں چند قرآنی آیات ملاحظ فرمائیں:

ا۔ سورۃ الانعام میں چند ایک نبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ كُلًّاهَدَيْنَا.....كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ......وَكُلًّا فَضَّلْنَاعَلَى الْعٰلَمِيْنَ...... وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [سورة الانعام:آیات۸۴تا۸۷]

''ہرایک کوہم نے ہدایت سے نوازا...... یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے...... ہر ایک کوہم نے تمام جہان والوں پرفضیلت دی......اورہم نے انہیں مقبول بنایا اور ہم نے انہیں راہِ راست کی ہدایت کی۔''

۲۔ سورۃ الانبیاء میں چند پیغمبروں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَكُلًّاجَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَام الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآئَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَاعٰبِدِيْنَ﴾ [سورة الانبیآء:۷۲،۷۳]

''اورہرایک کوہم نے صالح بنایا۔اورہم نے انہیں پیشوا بنا دیاکہ ہمارے حکم سے لوگونکی رہبری کریناورہم نے ان کی طرف نیک کامونکے کرنے اورنمازونکے قائم رکھنے اورزکوٰۃدینے کی وحی(تلقین)کی،اوروہ سب ہمارے عبادت گزاربندے تھے۔''

۳۔اسی طرح سورۃ صؔ میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کے بارے فرمایا:

﴿وَاذْكُرْعِبٰدَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّااَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَالدَّارِوَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ﴾ [سورۃص:۴۵تا۴۷]

''ہمارے بندونابراہیم،اسحاق اوریعقوب کابھی لوگوں سے ذکرکرو،جوہاتھوں اور آنکھونوالے تھے۔ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یادکے ساتھ مخصوص کردیاتھا۔یہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اوربہترین لوگ تھے۔''

۴۔ سورۃ صؔ ہی کی اگلی آیت میں یہی بات حضرت اسماعیل اور حضرت اَلْیَسَعْ کے بارے بھی کہی گئی ہے۔

۵۔اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّ نْيَا وَاِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ [سورۃالبقرۃ:۱۳۰]

''ہم نے تواسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیاتھااورآخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہے۔''

۶۔اسی طرح حضرت موسیٰؑ کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ﴾ [الاعراف:۱۴۴]

''میں نے پیغمبری اوراپنی ہم کلامی کے ساتھ دوسرے لوگوں پرتمہیں برتری عطافرمادی ہے۔''

قرآن مجید میں مختلف انبیاء اور ان کی قوموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی قوم ایسی نہیں جسے اپنے نبی کی نبوت ورسالت سے پہلے اس کے اَخلاق وکردارکے حوالے سے کسی قسم کا اعتراض رہا ہو، بلکہ کسی نے اگراعتراض کیا بھی تو وہ نبوت ملنے کے بعد ہی کیا اور وہ بھی محض تعصب اورہٹ دھرمی کے نتیجہ میں، ورنہ اپنے نبی کے اَخلاق وکردار،شرافت وصداقت، امانت ودیانت، اورنیکی وراست بازی کے وہ دل سے معترف تھے، مثلاً نبی اکرم ؐ کے اخلاق وکردارسے کفارمکہ اتنا متاثر تھے کہ نبوت سے پہلے چالیس سال تک وہ آپ کوصادق اور امین ہی کہا کرتے تھے مگر جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو یہی لوگ ہٹ دھرم بن کرآپ کی ذات کے خلاف طرح طرح کاپروپیگنڈاکرنے لگے۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی شرافت،ذہانت ،اچھائی اورنیکی کی وجہ سے ان

کی قوم ان سے بڑی امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھی مگرجب حضرت صالح علیہ السلام نے یہ اعلان کیاکہ مجھے اللہ نے پیغمبربنادیا ہے توان کی وہی قوم ان کے خلاف ہوگئی۔اس واقعہ کی طرف قرآن مجیدنے اس طرح اشارہ کیاہے:

﴿قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْكُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰنَا اَنْ نَّعْبُدَمَا یَعْبُدُآبَاؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّاتَدْعُوْنَا اِلَیْهِ مُرِیْبٌ﴾ [سورة هود:۶۲]

''انہوں نے کہااے صالح! اس سے پہلے توہم تجھ سے بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے،کیاتو ہمیں ان کی عبادت سے روک رہاہے جن کی عبادت ہمارے باپ داداکرتے چلے آئے ہیں؟ ہمیں تو اس دین میں حیران کن شک ہے جس کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے۔''

حاصل کلام یہ کہ انبیاء ورسل اپنی قوم اورمعاشرے کے صالح ترین افراد ہوتے تھے اور انہیں اللہ کی طرف سے معصومیت کا درجہ دیا جاتا تھا جبکہ ان کے علاوہ کسی اوربڑے سے بڑے شخص کو بھی یہ درجہ نہیں ملتا۔ انبیاء ورسل کے معصوم ہونے کامطلب یہ ہے کہ نہ تونبوت ورسالت سے پہلے ان سے کوئی ایساعمل سرزَد ہوا جومقامِ نبوت کے منافی ہو اور نہ ہی نبوت ملنے کے بعدانہوں نے کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیاجوان کی نبوت کومشکوک ٹھہرا سکتا تھا، بلکہ انبیاء ورسل شروع ہی سے اللہ کی خصوصی پناہ میں رہے اورمرتے دم تک اللہ تعالیٰ ان کی خصوصی حفاظت فرماتے رہے تاکہ وہ نبوت ورسالت کی اس عظیم ذمہ داری کو بحسن وخوبی پورا کریں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کاانتخاب فرمایاہے۔ تمام انبیاء نے اپنی نبوت ورسالت کی ذمہ داری کوکماحقہ پورا فرمایا۔ لیکن ان تمام کی مکمل اور مستند تاریخ حیات محفوظ نہیں، سوائے خاتم النبیین ﷺ کے۔ اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی پُر نور پہلوؤں میں سے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے پہلو کا مطالعہ اس کی ایک جھلک پیش کرتا ہے کہ ایک پیغمبر میں وہ کیا اخلاقی خوبیاں ہوتی ہیں جو اسے معاشرے میں ایک کامیاب مصلح و ہادی کا کردار ادا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ ذیل میں بخاری و مسلم کی مستند روایات کی روشنی میں یہ جھلک دکھانے کی کوشش کی گی ہے۔

آپ ﷺ کا حسنِ اخلاق اور عاداتِ حسنہ:

1۔ حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ

''میں نے اللہ کے رسول ﷺکے ساتھ صبح کی نمازاداکی۔اس کے بعد آپؐ اپنے گھرتشریف لے جانے کے لیے [مسجد سے] نکلے اورمیں بھی آپؐ کے ساتھ باہرنکل آیا۔ آگے آپ کوچند بچے ملے۔ آپؐ نے ایک ایک کرکے ان میں سے ہربچے کے رخسارپرہاتھ پھیرا۔ پھرآپؐ نے میرے رخسارپر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپؐ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اورعمدہ خوشبوکواس طرح محسوس کیاکہ گویاآپؐ نے اپناہاتھ عطرفروش کی صندوقچی سے نکالاہے۔''[8]

2۔خالد بن سعید کی بیٹی ام خالدؓ بیان کرتی ہیں کہ

’’ میں بچپن میں اپنے والدکے ساتھ نبی اکرم کے پاس آئی اوراس وقت میرے جسم پر زرد رنگ کی قمیص تھی۔آپنے مجھ سے فرمایا:ام خالد!یہ کپڑابہت عمدہ ہے ۔ام خالد کہتی ہیں کہ میں آپ کی مہرنبوت[9] کے ساتھ کھیلنے لگی لیکن میرے والد نے مجھے ڈانٹتے ہوئے روک دیامگررسول اللہ نے فرمایا: اس بچی کو کھیلنے دو۔‘‘[10]

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام بچوں کے ساتھ کس طرح شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے اور انہیں بچہ سمجھتے ہوے کبھی نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اپنے قیمتی وقت سے انہیں بھی حصہ دیا اور ان سے متعلق کویی نہ کویی بات کی یا نصیحت فرمایی، یا پیار دیا۔

3۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’میں نے مسلسل دس سال اللہ کے رسول کی خدمت کی اوراس دوران آپؐ نے مجھے کبھی اُف تک نہ کہا اور[کسی غلطی پرکبھی]یہ بھی نہ کہاکہ تم نے فلاں کام کیونکیااورفلاں کام کیوں نہ کیا؟‘‘[11]

4۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’رسول اللہ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ایک روزآپ نے مجھے کسی کام سے بھیجاتومیں نے(زبان سے یونہی)کہہ دیااللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گالیکن میرے دل میں تھاکہ میں ضرورجاؤں گااس لیے کہ رسول اللہ نے مجھے حکم دیاہے۔چنانچہ میں نکل پڑا،اوربچوں کے پاس سے گزرا جوبازار میں کھیل رہے تھے(میں وہاں ٹھہرگیا)اچانک رسول اللہ نے پیچھے سے میری گدی پکڑلی۔ میں نے آپ کی جانب نظراٹھائی توآپ مسکرارہے تھے۔آپؐ نے کہا،اے بچے انس!کیاوہاں جاتے ہوجہانمیں نے تمہیں جانے کے لیے کہاہے؟ تو میں نے عرض کی،ہاں!اللہ کے رسولؐ میں ابھی جاتاہوں۔‘‘[12]

معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام اپنے ماتحتوں/غلاموں/خادموں کے ساتھ بھی نہایت شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے اور انہیں بحیثیت انسان پوری عزت دیتے تھے اور ان کے ساتھ دور جاہلیت میں ہونے والے ظالمانہ سلوک کے برعکس انہیں برابر کے حقوق عطا فرمائے۔

5۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’میں رسول اللہ کے ساتھ کہیں جارہاتھا،اس وقت آپؐ پردھاری دارنجرانی چادرتھی جس کے کنارے موٹے تھے۔راستے میں آپ

کوایک دیہاتی ملاجس نے آپ کی چادر اس زورسے کھینچی کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک پرچادرکے کنارے کی رگڑکا نشان پڑگیا۔ پھروہ دیہاتی کہنے لگا،اے محمد!آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کاجومال ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دو۔نبی اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا پڑے،پھرآپ نے اسے کچھ عطاکرنے کاحکم دیا۔''[13]

معلوم ہوا کہ کسی جاہل یا ظالم کے غلط رویے پر بھی آپ علیہ السلام اسے معاف کردیتے اور اس کے رویے کو اپنے لیے انا کا مسلہ نہیں بناتے تھے کیونکہ آپ علیہ السلام تو سب کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گے تھے[14]۔

6۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

''نبی اکرمﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کرحسین تھے۔ تمام لوگوں سے زیادہ سخی اورتمام لوگوں سے زیادہ بہادرتھے۔ ایک رات مدینہ کے لوگ(دشمن کی آمدکی افواہ سن کر) گھبرااُٹھے۔ جب لوگ اس طرف بھاگے جدھرسے آوازآئی تھی توکیا دیکھتے ہیں کہ آگے سے نبی اکرم ﷺ [گھوڑے پرسوارچلے]آ رہے ہیں کیونکہ آپؐ تمام لوگوں سے پہلے آوازکی جانب پہنچ گئے تھے اورآپ فرمارہے تھے،ڈرونہیں! ڈرونہیں!... آپؐ ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پربغیرزین ہی سوارتھے اورآپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپؐ نے اس گھوڑے کے بارے میں فرمایا: میں نے اسے نہایت تیزرفتارپایا ہے۔''[15]

معلوم ہوکہ آپ علیہ السلام اپنے لوگوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے بھی متفکر رہتے تھے اور عملی طور پر بھی ان کی مدد کے لیے پیش پیش رہتے تھے۔

7۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ

''ایساکبھی نہیں ہواکہ رسول اللہ ﷺسے کبھی کسی نے کوئی چیزمانگی ہواورآپؐ نے[موجودہونے کے باوجود] اس سے انکارکیاہو۔''[16]

8۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

''ایک شخص نے نبی اکرم ﷺسے اتنی بکریوں کاسوال کیاجودوپہاڑوں کے درمیان سماسکیں تو آپؐ نے اس کا مطالبہ پوراکردیا۔اس کے بعدوہ شخص اپنی قوم کے پاس آ کرکہنے لگا: اے میری قوم کے لوگو! اسلام قبول کرلو۔اللہ کی قسم! محمد ﷺتواس قدرعطاکردیتے ہیں کہ آپ کوفقروافلاس کابھی خوف نہیں ہوتا۔''[17]

9۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ

''ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت مینجنگ حنین سے واپس آرہے تھے کہ[ایک جگہ]کچھ دیہاتی لوگ آپؐ سے [مالِ غنیمت]مانگتے ہوئے آپؐ سے اس طرح چمٹ گئے کہ [پیچھے ہٹتے ہٹتے] آپ کیکر کی جھاڑیوں سے جالگے حتی کہ آپ کی چادراس میں اُلجھ گئی۔ آپ ﷺ رک گئے اورفرمایا: مجھے میری چادرلوٹادو،اگرمیرے پاس ان کانٹے داردرختوں کے برابربھی مال ہوتا تومینوہ ساراتمہارے درمیان تقسیم کردیتااورتم مجھے بخیل،غلط بیانی کرنے والااورچھوٹے دل والانہ کہہ پاتے۔''[18]

10۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نمازاداکرلیتے تو مدینہ کے غلام لونڈیاں[خادم]اپنے برتنوں میں پانی لے کرآپؐ کے ہاں پہنچ جاتے۔ جوشخص بھی برتن لے کرآتاآپؐ[برکت کے لیے] اس کے برتن میں اپناہاتھ ڈبوتے۔ کبھی ایسابھی ہوتاکہ وہ موسم سرما میں صبح سویرے ہی پانی کے برتن لے آتے مگرپھربھی آپؐ[برکت کے لیے]اپناہاتھ اس پانی میں ڈال دیتے۔''[19]

آپ علیہ السلام اپنی ذات کے لیے مال جمع نہیں کرتے تھے اور نہ آپ کو فقر وفاقہ کا کبھی خوف لاحق ہوا۔ دوسری طرف سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ جمع ہوتا وہ سب کچھ لوگوں میں بانٹ دیتے!

11۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

''اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے کویی لونڈی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑتی، اور جہاں چاہتی آپ کولے جاتی۔''[20]

12۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ

''ایک عورت جس کی عقل میں کچھ خلل تھا،نے اللہ کے رسول سے کہا: مجھے آپؐ سے کچھ کام ہے۔ آپؐ نے اس سے کہا،اے ام فلاں!تم جس گلی میں چاہتی ہو [میں جانے کے لیے تیارہوں] تاکہ تمہارے کام آسکوں۔ چنانچہ آپؐ اس کے ساتھ ایک طرف چلے گئے حتی کہ جوکام اس نے کہنا تھا، کہہ دیا۔''[21]

یہ آنحضرت ﷺ کی عاجزی کی دلیل ہے کہ نچلے طبقے کے کسی فردکے ساتھ بھی آپ ﷺ نہایت نرمی اورپوری توجہ کے ساتھ پیش آتے۔ کیا آج کے حکمران ایسی مثال پیش کرسکتے ہیں!

13۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ

''نبی کریم ﷺ نہ گالی گلوچ کرتے تھے ،نہ فحش گوتھے،اورنہ ہی لعن طعن کرنے والے تھے ۔آپؐ غصہ کے وقت بھی صرف اتناہی کہتے: 'اسے کیاہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو!''[22]

غصہ کی حالت میں انسان قابو سے باہر ہو جاتا ہے اور غیر مناسب گفتگو کر جاتا ہے، لیکن آپ علیہ السلام کو اپنی ذات پر اتنی قدرت تھی کہ غصہ کے وقت بھی آپ نے کبھی ایسی زبان استعمال نہیں کی جو کسی بھی لحاظ سے قابل اعتراض ہو۔

14۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ

''آپؐ سے عرض کیاگیااے اللہ کے رسول! آپؐ مشرکین پربدعا فرمائیں، مگر آپؐ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔''[23]

اسلام کے ابتدایی دور میں غیر مسلموں کی طرف سے مسلمان ہونے والوں کو جس طرح اذیت دی جاتی تھی اسے دیکھتے ہوے یہ مطالبہ کیا گیا تھا مگر اس کے باوجود آپ علیہ السلام نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے دشمنوں پر بد دعا کریں۔

15۔ حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ

''نبی اکرم ﷺ پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادارتھے۔جب آپ کسی ناپسندیدہ کام کودیکھتے توہم اسے آپ کے چہرے[کے تاثرات] سے پہچان لیتے تھے۔''[24]

اس سے آپ علیہ السلام کی شرم و حیا کے مقام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

16۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ اس طرح تحمل سے بات کرتے کہ اگرکوئی آپ کی بات کے الفاظ گننا چاہتا تو باآسانی گن لیتا۔ اورآپ اس طرح تیزتیز باتیں نہیں کرتے تھے جیسے تم لوگ کرتے ہو ۔''[25]

اس سے آپ علیہ السلام کے تحمل مزاجی کا بخوبی ادراک کیا جا سکتا ہے۔

17۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ

''میں نے نبی اکرم ﷺ کوکبھی اتناقہقہہ لگاکرہنستے ہوئے نہیں دیکھاکہ آپؐ کے حلق کا کوا نظر آئے۔ آپ توبس مسکراياکرتے تھے۔''[26]

اس سے آپ علیہ السلام کی سنجیدہ مزاجی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

18۔ حضرت اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ

''نبی اکرم ﷺ گھرمیں کیا کچھ کیا کرتے تھے؟انہوں نے جواب دیاکہ آپ ﷺ اپنے گھروالوں کی ضرورتوں کو پوراکرنے میں مشغول رہتے تھے اورجب نمازکاوقت ہو جاتا توآپ نمازکے لیے چلے جاتے تھے۔''[27]

اس سے آپ علیہ السلام کا گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک اور روحانی مقام و مرتبہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔

19۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ

''اللہ کے رسول ﷺ کوجب کبھی دوکاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپؐ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا، اور اگروہ گناہ کا کام ہوتا تو آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دوررہتے تھے اورآپ ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی بات کاانتقام نہیں لیتے تھے، البتہ جب اللہ کی حرمت کو پامال کیا جاتا تو پھرآپ اللہ کی رضاکے لیے انتقام لیا کرتے تھے۔''[28]

20۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ

''نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی راہ میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی [جاندار] کو نہیں مارا، حتی کہ اپنی کسی بیوی اور خادم پربھی آپؐ نے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اگر کسی شخص سے کبھی آپ کوکچھ تکلیف پہنچی توآپؐ نے اس سے انتقام بھی نہیں لیا۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو پھر آپؐ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے تھے۔''[29]

اس سے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نے اپنے دور میں اگر کویی جنگ لڑی، یا حدود قایم کیں تو یہ سب اللہ کے حکم اور مرضی کے ساتھ کیا، ورنہ اپنی ذاتی خواہشات کے پیش نظر یا مادی مفادات کی خاطر آپ علیہ السلام نے ایسا کویی اقدام ہرگز نہیں کیا۔ آپ علیہ السلام کی مذکورہ بالا خوبیاں حدیث کی کتابوں میں روایت ہویی ہیں، البتہ دیگر الہامی کتب میں بھی آپ علیہ السلام کی خوبیوں کا ذکر موجود ہے۔ اس سلسلہ میں صرف ایک روایت ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

"حضرت عطاء بن یسار ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمروبن عاص ؓ سے ملاقات کی اوران سے عرض کیاکہ آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اس وصف کے بارے میں بتائیں جس کا ذکر تورات میں ہے۔ عبد اللہ بن عمروؓ نے فرمایا: ہاں ضرور بتاتا ہوں۔ اللہ کی قسم! تورات میں آپ ﷺ کی بعض صفات تووہ ہیں جو قرآن پاک میں بھی مذکورہیں مثلاً[قرآن اورتورات دونوں میں آپؐ کے بارے کہا گیا:] ''اے نبیؐ! بلاشبہ ہم نے آپ ﷺکو [اہلِ ایمان پر] گواہ، [جنت کی] خوشخبری دینے والااور [گنہگاروں کوعذاب سے] ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' [تورات میں اس کے علاوہ آپؐ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ''[آپ ﷺ اُمّی[ناخوانده] لوگوں کی جائے پناہ ہیں۔ آپؐ میرے بندے او رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺکا نام مُتَوَكِّلْ [اللہ پرخوب توکل کرنے والا] رکھا ہے۔ آپ ﷺ بدخُلق نہیں ہیں،

نہ ہی سخت مزاج ہیں، نہ ہی بازاروں میں شور وشغب کرنے والے ہیں اور نہ ہی آپؐ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں، بلکہ آپؐ معاف کرنے اور دعائے مغفرت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت تک فوت نہیں کریں گے جب تک کہ آپ کے سبب گمراہ قوم کو راہِ راست پر نہ لے آئیں گے، حتی کہ وہ لاالہ الااللّٰہ کا اقرارکرلیں گے اور اللہ تعالیٰ اس [دین] کی وجہ سے ان کی اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بے حس دل کھول کر رکھ دے گا۔''[30]

خلاصہ کلام

ان روایات میں حضرت محمد کی زندگی کے اخلاقی پہلو کی ایک جھلک پیش کی گیی ہے جس میں ہمیں آپ علیہ السلام کی ذات ہرلحاظ سے کامل ومکمل نمونہ دکھائی دیتی ہے اور ایسا نمونہ نبی و رسول کے علاوہ کسی شخص میں ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا: ''مجھے بنی آدم کے ہر دور کے بہترین طبقوں [نسلوں] میں یکے بعد دیگرے منتقل کیا جاتا رہا حتی کہ میں اس موجودہ دور میں پیدا ہوا ۔''[31] اور حضرت واثلہ بن اسقعؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیلؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا،پھرکنانہ سے قریش کو منتخب کیا، پھر قریش سے بنوہاشم کومنتخب کیا اور پھر بنوہاشم سے مجھے منتخب کیا۔''[32] مطلب یہ کہ نبی اکرم کاسلسلۂ نسب شروع سے آخرتک نہایت معززخاندانوں اور شریف لوگوں پر مشتمل رہا۔ آنحضرت کا اُسوہ حسنہ ساری دنیا کے انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے اور زمان ومکان میں کیسا ہی تغیروتبدل رونما ہوتا رہے، آپ کی دی ہوئی ہدایات میں ہرلمحہ اورہرلحظہ ہمارے لیے رہنمائی موجود ہے کیونکہ آپ علیہ السلام نے اپنی عملی زندگی میں ایسے جامع اصول چھوڑے ہیں کہ ان کی روشنی میں تاقیامت پیش آمدہ مسائل میں رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجیدمیں آپ کی ذاتِ گرامی کے بارے یہ کہاگیا:

﴿لَقَدْكَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [سورۃ الاحزاب:۲۱]

''بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

حوالہ جات

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح (المعروف به: صحیح بخاری)، کتاب المناقب، باب فی ما جاء فی اسماء رسول الله ﷺ ، حدیث 3533، (الریاض: دار السلام، طبع 2001)۔

[2] اس ضمن میں، جزوی اختلاف رائے سے قطع نظر، مندرجہ ذیل نام قابل ذکر ہیں:
Thomas Carlyle, Michael Hart, W. B. Yeats, W. M. Watt, Colonel R. V. C. Bodley, John Adair, Frederick Quinn, Matthew Dimmock, Annemarie Schimmel, Karen Armstrong, John Esposito, Norman Daniel, John Tolan, etc.

3 تفصیل کے لیے دیکھیے: صلاح سلیم علی، "Ishraqi Themes in the Poetry and Prose of William Blake and William B. Yeats," *Hamdard Islamicus* 16:3 (1993), 37–61؛ شمس الاسلام، *The Influence of Eastern Philosophy on Yeats's Later Poetry*, *Twentieth Century Literature* 19:4 (1973), 283–290؛ عدنان محمد وزان، "Arabia in Yeats's Poetry," *Islamic Studies* 29:1 (1990), 92–98.

4 Reeves, Minou. *Muhammad in Europe: A Thousand Years of Western Myth-Making.* (New York: New York University Press, 2000). p280.

5 R. V. C. Bodley, *The Messenger: The Life of Mohammed* (New York: Doubleday, 1946), 8–9.

6 Michael Hart, *The 100: A Ranking of the Most Influential Persons in History* (New York: Citadel Press, 1992), 8 ،3.

7 John Adair, *The Leadership of Muhammad* (London: Kogan Page, 2010), 18.

8 قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم،کتاب الفضائل،باب طیب ریحہ□ولین مسہ، ح۲۳۲۹، (الریاض: دار السلام، طبع 1998)۔

9 مہر نبوت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن سرجسؓ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ روٹی اور گوشت [ثرید] تناول کیا... پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے ہوا تو اس مہر نبوت کو دیکھا جو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔ یہ مہر، بند مٹھی کی مانند تھی اور اس پر مسوں کی مانند سیاہ رنگ کے بہت سے تل تھے۔'' (دیکھیے: صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات خاتم النبوۃ وصفتہ ومحلہ من جسدہ ﷺ ح2366)۔ اور حضرت سماک بن حربؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہؓ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ حلیہ مبارک بیان کیا ہے: ''رسول اللہؐ کی داڑھی اور سر مبارک کے اَگلے حصہ میں کچھ سفید بال آ گئے تھے، جب بال بکھرے ہوتے تو یہ سفید بال دکھائی دیتے مگر جب آپ ﷺ تیل لگا لیتے تو بالوں کی یہ سفیدی چھپ جاتی تھی۔ آپ ﷺ کی داڑھی کے بال گھنے تھے۔ ایک آدمی نے حضرت جابرؓ سے پوچھا: کیا اللہ کے رسول ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا؟ حضرت جابرؓ نے کہا، نہیں بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی طرح منور اور گول تھا اور میں نے آپ ﷺ کے کندھے کے قریب مہرِ نبوت کو دیکھا جو [مقدار میں] کبوتری کے انڈے جتنی اور [رنگت وغیرہ میں] آپ ﷺ کے جسم مبارک ہی کے مشابہ تھی۔'' ایضاً۔

10 صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب من تکلم بالفارسیۃ والرطانۃ (ح۳۰۷۱)

11 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء، ح۶۰۳۸؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب حسن خلقہ ﷺ (ح۲۳۰۹)۔

12 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب حسن خلقہ ﷺ (ح۲۳۰۹)۔

13 صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ماکان النبیؐ یعطی۔۔۔(ح۳۱۴۹)؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، (ح۱۰۵۷)۔

14 جیسا کہ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم□ نے فرمایا: ''میں محمد ہوں، میں احمد بھی ہوں، میں مُقَفِّیْ ہوں[مُقَفِّیْ کامطلب ہے:تمام پیغمبروں کے آخرمیں آنے والا]۔ میں حاشرہوں [جمع کرنے والا]، میں توبہ والا نبیؐ ہوں [یعنی اللہ کے حضورزیادہ توبہ کرنے والا ہوں] اور میں رحمت والا نبیؐ ہوں [یعنی میں تمام جہان والوں کے لیے باعثِ رحمت بناکربھیجا گیا ہوں]۔'' دیکھیے: صحیح مسلم، کتاب الفضایل، باب فی اسمایہ، حدیث 2355۔

15 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق (ح۶۰۳۳)؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل (ح۲۳۰۷)

16 صحیح بخاری، ایضاً (ح۶۰۳۴)؛ صحیح مسلم، ایضاً، باب ما سئل الرسول شیئا قط فقال لا (۲۳۱۱)۔

17 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی سخائہ ﷺ (ح۲۳۱۲)

18 صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب الشجاعۃ فی الحرب (ح۲۸۲۱)

19 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قربہؐ من الناس و تبرکھم بہ (ح۲۳۲۴)

20 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الکبر (ح۶۰۷۲)

21 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قربہؐ من الناس و تبرکھم بہ (ح۲۳۳۶)

22 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب لم یکن النبیؐ فاحشا ولا متفحشا (ح۶۰۳۱)۔

23 صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا (ح۲۵۹۹)۔

24 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من لم یواجہ الناس بالعتاب (ح۶۱۰۲)؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کثرۃ حیائہؐ (ح۲۳۲۰)۔

25 صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی (۳۵۶۸،۳۵۶۷)؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ (۲۴۹۳)
26 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک (ح ۶۰۹۲)۔
27 صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من کان فی حاجۃ اهلہ فاقیمت الصلاۃ فخرج (ح ۶۷۶)۔
28 صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبیؐ (ح ۳۵۶۰)؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل حدیث (۲۳۲۷)۔
29 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدتہ للآثام واختیارہ من المباح اسھلہ (ح ۲۳۲۸)۔
30 بخاری، کتاب البیوع، باب کراھیۃ السخب فی السوق، حدیث 2125-
31 صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ح ۳۵۵۷)۔
32 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبیؐ وتسلیم الحجر علیہ (ح ۲۲۷۶)؛ جامع الترمذی (ح ۳۶۰۶)۔